

# عظمت غوث الاعظم (رضی اللہ عنہ)

استاذ العلماء علامہ محب احمد قادری بدایونی

ترتیب و تخریج

مولانا دلشاد احمد قادری

# شکر یہ

ہم عزت مآب محترم جناب علامہ اسید الحق عاصم  
قادری دامت برکاتہم العالیہ کے نہایت ممنون ہیں کہ انھوں  
نے یہ کتاب انٹرنیٹ پر پبلش کرنے کے لئے **نفس اسلام** کو  
عنایت فرمائی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے اس تعاون اور شفقت پر  
ان کو اجر کثیر عطا فرمائے اور قبلہ علامہ صاحب کے فیوضات و  
برکات و درجات میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین  
ﷺ

!!! دعائوں کی طلبگار !!!

**نفس اسلام و بب ٹیم**

[www.nafseislam.com](http://www.nafseislam.com)

قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ  
میرایہ قدم تمام اولیا کی گردنوں پر ہے (حضور غوث پاک)

## عظمت غوث اعظم

استاذ العلماء محب احمد قادری بدایونی

ترتیب و تخریج

مولانا دلشاد احمد قادری

ناشر

تاج الفحول اکیڈمی بدایون شریف

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

سلسلہ مطبوعات ( ۵۹ )

عنوان کتاب : عظمت غوث اعظم  
تصنیف : علامہ محب احمد قادری بدایونی  
ترتیب و تخریج : مولانا دلشاد احمد قادری  
طبع اول : ستمبر ۲۰۱۰ء / رمضان ۱۴۳۱ھ

**TAJUL FUHOOL ACADEMY**

**MADARSA ALIA QADRIA**

Maulvi Mahalla, Budaun-243601 (U.P.) India

Phone : 0091-9358563720

E-Mail : tajulfuhood@gmail.com

برائے ایصال ثواب

حاجی محمد ابراہیم مومن قادری قدیری

حاجیانی چاند بی قادریہ

منجانب: حاجی عبد المجید مومن قادری ممبئی

انتساب

مصنف کتاب کے استاذ

تاج الفحول محب رسول حضرت مولانا عبدالقادر قادری بدایونی

قدس سرہ

کے نام

## عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا شعبہ نشر و اشاعت ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زید سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی اور صاحبزادہ گرامی مولانا اسید الحق قادری بدایونی (ولی عہد خانقاہ قادریہ) کی فعال قیادت میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ اپنے اشاعتی سفر میں مصروف ہے، اکیڈمی کی جانب سے اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ساٹھ کتابیں طباعت و اشاعت کے موجودہ معیار سے ہم آہنگ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں، اور نشر و اشاعت کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت و اصلاح کے لیے آسان اسلوب میں رسائل، اکابر بدایوں کی سیرت و سوانح، باطل افکار و نظریات کے رد و ابطال اور مسلک حق کے اثبات میں قدیم و جدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلیکھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں چھ زبانوں میں اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

ابتداءً ہی سے تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خانوادہ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادہ قادریہ سے وابستہ علما، مشائخ اور ادبا و شعرا کی قدیم نایاب تصانیف کو از سر نو جدید انداز میں منظر عام پر لایا جائے، اور ان عظیم شخصیات کی حیات و خدمات سے موجودہ نسل کو روشناس کروایا جائے، بفضلہ تعالیٰ اکیڈمی نے اس سمت میں بھی کامیاب کوششیں کی ہیں، زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر و مقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری

جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی

خادم خانقاہ قادریہ بدایوں شریف

## ابتدائیہ

حضرت تاج الفحول کے تلمیذ رشید علامہ محب احمد قادری بدایونی کا یہ نایاب رسالہ تاج الفحول اکیڈمی اہل علم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے مسرت محسوس کر رہی ہے۔

رسالے کا اصل نام ”الكلام الحق الجلی فی كون اقدام امام الاقطاب علی عنق كل ولی“ ہے یہ تاریخی نام ہے جس سے رسالے کا سنہ تالیف ۱۲۹۹ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ رسالہ پہلی اور آخری بار ۱۳۰۰ھ میں مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے شائع ہوا تھا، اب ۱۳۱ سال کے بعد تاج الفحول اکیڈمی دوبارہ شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہی ہے۔

رسالے کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے، حضرت محبوب سبحانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا تھا ”قدمی هذه علی رقبۃ كل ولی الله“ میرا یہ قدم تمام اولیا کی گردنوں پر ہے، آپ کا یہ ارشاد سن کر اولیاء اقطاب نے احتراماً اپنی گردنیں خم کر دی تھیں، اس ارشاد کو کثرت سے اولیاء و صوفیہ نے اپنی کتابوں اور ملفوظات میں ذکر کیا ہے، اور بعض حضرات نے اس کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔

سلسلہ قادریہ کے وابستگان (جن میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی شامل ہیں) کا کہنا ہے کہ یہ ارشاد آپ نے بحکم الہی فرمایا تھا اور یہ اپنے اندر عمومیت رکھتا ہے، یعنی تمام اولیائے متقدمین و متاخرین آپ کے زیر قدم اور زیر فرمان ہیں۔ بعض دیگر سلاسل کے صوفیہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے، ان کا کہنا ہے کہ یہ ارشاد صرف اس مجلس میں حاضر لوگوں کی حد تک تھا، بعض کا کہنا ہے کہ یہ حکم صرف آپ کے معاصر اولیاء و اقطاب کے لیے تھا، آپ سے پہلے یا آپ کے بعد کے اولیا اس میں شامل نہیں ہیں، ایک تیسرا گروہ وہ ہے جس کا خیال ہے کہ یہ ارشاد آپ نے حالت سکر اور غلبہ حال کے وقت فرمایا تھا حالت صحو میں نہیں، یا پھر جس طرح اور صوفیہ کے بعض شطیحات ہیں اسی طرح یہ قول شیخ جیلانی کے شطیحات سے ہے۔

زیر نظر رسالہ انہیں سب مباحث پر روشنی ڈال رہا ہے، رسالے کے مصنف سلسلہ قادریہ سے وابستہ ہیں اس لیے انہوں نے قادریوں کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنا موقف ثابت کرنے کی

کوشش کی ہے، اس رسالہ میں مصنف کا بنیادی ماخذ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ”زبدۃ الاسرار“ ہے، جس میں مختلف اولیا، اقطاب، ابدال اور دیگر اہل اللہ کی روایات، مکاشفات، اور منامات سے اس موقف کے ثبوت میں دلائل فراہم کیے گئے ہیں۔

میں ذاتی طور پر اس قسم کے مباحث کا حامی نہیں ہوں، یہ کوئی عقیدہ و ایمان کے مسائل نہیں ہیں کہ جن کے ماننے یا نہ ماننے سے ایمان و اسلام متاثر ہو جائے، لہذا اس قسم کے مباحث کا بازار گرم کر کے آپس ہی میں اہل ایمان، اہل سنت اور اہل تصوف کے افتراق و انتشار کا شکار ہو جانے کا کوئی جواز نہیں ہے، ہر مرید کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شیخ کو ”افضل المشائخ“ سمجھے، اس پر کوئی جبر نہیں یہ اپنے دل کی نیاز مندی ہے:

وللناس فیما یعشقون مذہب

ہاں البتہ اگر اولیا و اقطاب کی ایک بڑی جماعت ہر زمانے اور ہر طبقے میں کسی ولی کو ”سلطان الاولیا“ مانتی چلی آرہی ہو تو اس کو بھی خواہ مخواہ کی تاویلات سے رد کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔ بہر حال زیر نظر رسالے کی اشاعت سے سلاسل طریقت کے درمیان کسی نئی معرکہ آرائی کا آغاز کرنا مقصود نہیں ہے، اس کی اشاعت تاج الفحول اکیڈمی کے اس منصوبے کا حصہ ہے جس کے تحت علمائے بدایوں کی قدیم کتابیں از سر نو منظر عام پر لانا ہے۔

رسالہ سرکار مطبع الرسول مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی، مولانا حکیم عبدالقیوم شہید قادری بدایونی اور مولانا فضل مجید قادری فاروقی، اور حضرت مولانا حافظ بخش صاحب آنولوی جیسے اجلہ علمائے بدایوں کی تصدیقات سے مزین ہے، آج سے ایک سو صدی قبل علمائے دین کا جو اسلوب نگارش تھا رسالے کی زبان اس اسلوب کی نمائندگی کرتی ہے، ثقیل عربی و فارسی الفاظ اور مشکل تراکیب سے کتاب کا متن گراں بار ہے، کتاب کے متن میں کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی گئی ہے البتہ متن میں مذکور عبارتوں کی تخریج حاشیے میں کر دی گئی ہے، اور ساتھ ہی اصل کتابوں سے مقابلہ کر کے عبارتوں کی تصحیح بھی کر لی گئی ہے، رسالے کی تخریج، ترتیب اور تصحیح کی ذمہ داری مدرسہ قادریہ کے جواں سال مدرس عزیز گرامی مولانا دلشاد احمد قادری نے بڑی خوبی کے ساتھ



انجام دی ہے، اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور دارین کا سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔  
 اس رسالے کی قدیم اشاعت کے سرورق پر لکھا تھا کہ یہ رسالہ حضرت تاج الفحول کی  
 فرمائش پر شائع کیا جا رہا ہے، اس لیے اس کا انتساب حضرت تاج الفحول کے نام ہی کرنا زیادہ  
 مناسب معلوم ہوا۔

ترتیب و تصحیح میں یقیناً کچھ خامیاں رہ گئی ہوں گی، اہل علم اگر ان کی نشان دہی فرمادیں تو  
 آئندہ ان کی اصلاح کر لی جائے گی۔

رب قدر تاج الفحول اکیڈمی کی دینی خدمات قبول فرمائے، اس کے مخلصین و معاونین کو  
 جزائے خیر عطا فرمائے، اور ہمیں خدمت دین کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اسید الحق قادری  
 مدرسہ قادریہ بدایوں

۸ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

۱۹ اگست ۲۰۱۰ء



## علامہ محب احمد بدایونی حیات و خدمات

مولانا اسید الحق قادری بدایونی

خاندان: استاذ العلماء علامہ محب احمد قادری صدیقی بدایونی بدایوں کے مشہور شیخ صدیقی خاندان سے تھے، آپ کا سلسلہ نسب شیخ حمید الدین گنوری سے ہوتا ہوا خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے، یہ صدیقی خاندان بدایوں کا مشہور علمی خاندان ہے، اس میں صدیوں علم و فضل نسلاً بعد نسل منتقل ہوتا رہا، مدتوں بدایوں کا منصب قضا اسی خاندان میں رہا، اسی لیے عام طور پر اس خاندان کے لوگ قاضی کہلاتے ہیں۔

علامہ محب احمد قادری کے والد قاضی ثامن علی متوسطات تک تعلیم یافتہ ایک عالم باعمل تھے، آپ شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی سے نسبت بیعت و ارادت رکھتے تھے، نہایت نیک سیرت، دین دار اور فرشتہ خصلت بزرگ تھے۔

ولادت اور تعلیم و تربیت: علامہ محب احمد قادری کی ولادت بدایوں میں ۱۲۶۶ھ میں ہوئی، پورا نام عبدالرسول محب احمد صدیقی ہے، غلام صادق، تاریخی نام ہے، ابتدائی تعلیم سے لے کر فراغت تک تعلیم و تربیت کے سارے مراحل مدرسہ عالیہ قادریہ میں طے کیے، کچھ کتابیں مولانا نور احمد عثمانی بدایونی (م: ۱۳۰۱ھ) تلمیذ علامہ فضل حق خیر آبادی سے پڑھیں، درسیات کی اکثر کتابیں حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی سے پڑھیں، اور آپ ہی کی درس گاہ سے سند فراغ حاصل کی، مارہرہ مطہرہ کے دوران قیام کچھ اکتساب فیض سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ سے بھی کیا۔

علمی مقام: آپ کا شمار حضرت تاج الفحول کے ارشد تلامذہ میں ہوتا تھا، مولانا ضیاء علی خاں اشرفی (صاحب مردانِ خدا) لکھتے ہیں:

صاحب زہد و اتقا، منبع جود و سخا، مخزن علوم و فنون، حامل شریعت، اہل طریقت، عارف باکمال، صاحب حال و قال، صوفی اکمل، اور عالم باعمل تھے، اکابر علمائے ہند میں آپ کا شمار تھا (مردانِ خدا، ص ۵۳ ر ۳۵۴، شوقین بکڈ پوڈیوں ۱۹۹۸ء)

سید محمد حسین سید پوری آپ کے معاصر ہیں وہ لکھتے ہیں:

تحصیل علوم کی تکمیل مدرسہ قادریہ میں مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی سے کی، واعظ شیریں گفتار اور شاعر و ناثر تھے۔ (مظہر العلماء قلمی ص ۲۰۴ محفوظ کتب خانہ قادری بدایوں)

مولانا محمود احمد رفاقتی لکھتے ہیں:

کبار علمائے ہند میں آپ کا شمار ہوتا تھا، تدریس میں خصوصی سلیقہ تھا (تذکرہ علمائے اہل سنت ص ۷۲۳، خانقاہ اشرفیہ مظفر پور سنہ ندارد)

درس و تدریس: فراغت کے بعد مدرسہ قادریہ میں مسند درس آراستہ کی، اور ایک جہاں کو فیض یاب کیا آپ کو بجا طور پر استاذ العلماء کہا جاسکتا ہے، اس زمانے میں خانوادہ قادریہ بدایوں اور علمائے بدایوں میں شاید ہی کوئی صغیر و کبیر ایسا ہو جس نے آپ سے استفادہ نہ کیا ہو، شاہزادگان برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کی بھی تعلیم و تربیت کا آپ کو افتخار حاصل ہوا، ابتدا میں مدرسہ عالیہ قادریہ میں تدریسی خدمات انجام دیں، پھر چند سال مدرسہ برکاتیہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ میں بحیثیت صدر مدرس خدمت کرتے رہے، ۱۳۱ھ میں جب مولانا حکیم عبدالقیوم شہید قادری بدایونی نے جامع مسجد شمشی بدایوں میں مدرسہ شمس قائم فرمایا تو آپ کو اس کا صدر مدرس مقرر کیا، ایک مدت تک آپ مدرسہ شمس (جو بعد میں مدرسہ شمس العلوم کے نام سے مشہور ہوا) میں خدمات انجام دیتے رہے اور سیکڑوں تشنگان علوم آپ کے بحر علم سے فیض یاب ہوئے۔

آپ کے تلامذہ کی ایک طویل فہرست ہے، بعض مشاہیر مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حضرت شاہ غلام محی الدین فقیر عالم مارہروی ابن حضرت شاہ ابوالقاسم حاجی اسماعیل حسن صاحب قادری مارہروی

(۲) مجاہد آزادی مولانا عبدالماجد قادری بدایونی

(۳) حضرت عاشق الرسول مفتی عبدالقدیر قادری بدایونی

(۴) مولانا عبدالحامد قادری بدایونی صدر جمعیۃ علمائے پاکستان

(۵) مفتی ابراہیم قادری بدایونی مفتی بمبئی (مولانا محب احمد کے صاحبزادے)

(۶) مترجم قرآن حضرت مفتی عزیز احمد قادری بدایونی ثم لاہوری

بیعت و ارادت: سیف اللہ السلول شاہ معین الحق فضل رسول قادری بدایونی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور حضرت تاج الفحول نے اجازت و خلافت سے نوازا، اپنے مرشد کے محب صادق اور اپنے استاذ (تاج الفحول) کے معتمد خاص تھے، مرشد زادوں اور استاذ زادوں کا حد درجہ ادب و احترام کرتے جب کہ ان میں اکثر آپ کے تلامذہ تھے۔ مرشد طریقت سے والہانہ عقیدت کا اندازہ ان مناقب سے ہوتا ہے جو آپ نے حضرت کے اعراس کے موقع پر پیش کیے ہیں۔

معاصرین سے روابط: معاصر علما و مشائخ سے آپ کے مخلصانہ تعلقات و روابط تھے، معاصر علما آپ کے ذاتی علم و فضل اور حضرت تاج الفحول کی نسبت کی وجہ آپ کی بڑی قدر کیا کرتے تھے، حافظ بخاری حضرت شاہ عبدالصمد چشتی سہوانی قدس سرہ تو آپ کے ہم سبق ساتھی اور استاذ بھائی تھے، اس نسبت کی وجہ سے دونوں حضرات میں نہایت مخلصانہ بے تکلف تعلق تھا، دیگر معاصرین میں حضرت مولانا وحی احمد محدث سورتی سے بھی خوشگوار روابط تھے۔

تاریخ گوئی: آپ کو تاریخ کے استخراج میں بڑا ملکہ حاصل تھا، آپ صرف تاریخ ہی نہیں نکالتے تھے بلکہ استخراج تاریخ میں ایسی ایسی صنعتیں برتتے تھے کہ حیرت ہوتی ہے۔ اپنے مرشد طریقت حضرت سیف اللہ السلول کی وفات پر ایک تعزیتی مضمون لکھا، یہ بے تکلف فارسی نثر کا

نمونہ ہے، جس میں حضرت کی ولادت و وفات کا تذکرہ اور آپ کی شخصیت، علمی و روحانی مقام اور خدمات کا ذکر ہے، اس مضمون میں ۳۱ جملے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ ہر جملہ تاریخی ہے جس سے حضرت کا سنہ وفات ۱۲۸۹ھ برآمد ہوتا ہے۔ (دیکھیے: ہدیہ سنیہ زاکیہ: مرتب مولانا فضل مجید فاروقی ص ۱۰۷، ۱۰۸، فضل المطالع بدایوں ۱۲۹۷ھ)

حضرت سیف اللہ المسلمول کی وفات پر متعدد قطعات تاریخ کہے، ان میں سے ایک میں فرماتے ہیں:

تاریخ وصلش آمدہ صرف از حروف معجمہ      زبدۂ اخبار وقت عمدۂ اہل یقین  
در حروف غیر منقوطہ فقط اے دل بخواں      اکرم احرار و اور عناصر دین متین  
(اکمل التاریخ: ضیاء القادری، ج ۲ ص ۲۳۴، مطبع قادری بدایوں ۱۳۳۴ھ)  
اس میں پہلے شعر کے مصرعہ ثانی کے صرف حروف منقوطہ لے لیں تو تاریخ برآمد ہوگی، اسی طرح دوسرے شعر کے مصرعہ ثانی کے صرف حروف غیر منقوطہ سے تاریخ نکال دی ہے، اسی سلسلے کا ایک شعر اور دیکھیں:

رازدار سر سرمد بحر ہمت اہل فضل      شد دوو تاریخ از حروف ہر دو قسمش اے ذہین  
(مرجع سابق)

اس شعر کے پہلے مصرعے کے حروف منقوطہ جمع کریں تو بھی تاریخ اور اگر حروف غیر منقوطہ لیں تب بھی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ حضرت سیف اللہ المسلمول کی مدح میں ۱۸ اشعار پر مشتمل فارسی منقبت کہی، اس میں ہر مصرعے کے تمام پہلے حروف جمع کریں تو اس کے مجموعے سے حضرت کا سنہ وفات ۱۲۸۹ھ برآمد ہوتا ہے، اسی طرح ہر مصرعے کے آخری حروف جمع کریں تب بھی یہی سنہ برآمد ہوگا۔ پوری منقبت ہدیہ سنیہ زاکیہ ص ۱۰ (مرتبہ مولانا فضل مجید فاروقی، مطبوعہ فضل المطالع بدایوں ۱۲۹۷ھ) پر موجود ہے، صاحب طوابع الانوار نے بھی حضرت سیف اللہ المسلمول کی وفات کے سلسلے میں علامہ محب احمد قادری کے ۱۲ تاریخی قطعات نقل کیے ہیں (دیکھیے: طوابع الانوار: مولانا انوار الحق عثمانی، ص ۹۳ تا ۹۶، تاج الفحول اکیدمی، ۲۰۰۸ء)

شعرو سخن: شعر گوئی کی طرف طبعی رجحان تھا درس گاہ میں ادق علمی مضامین پڑھانے کے باوجود ایک نازک خیال اور پُرگو شاعر تھے، فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں طبع آزمائی کرتے تھے، واصل تخلص فرماتے تھے، آپ کا بہت سا کلام عرس قادری کی رودادوں بہارِ بے خزانِ ہدایت (۱۲۹۸ھ) گلِ ریحانِ شریعت (۱۲۹۹ھ) ماہِ تابانِ اوجِ معرفت (۱۳۰۰ھ) اور گنجینہٴ اسرارِ مکرمت (۱۳۰۰ھ) وغیرہ میں موجود ہے۔ اردو میں ۶۱ بند پر مشتمل ایک نعتیہ مخمس ”ترانہٴ رحمت“ کے نام سے ماہنامہ تحفہٴ حنفیہ پٹنہ (جلد ۱ شماره ۷/۸ ذیقعدہ، ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ) میں شائع ہوا تھا، بعد میں رسالے کی شکل میں مطبع حنفیہ پٹنہ سے شائع کیا گیا۔ سیف اللہ المسلمول کی شان میں ۴۵ اشعار کا ایک فارسی قصیدہ بھی ماہنامہ تحفہٴ حنفیہ پٹنہ (جلد ۳ شماره ۷، رجب ۱۳۱۷ھ) میں نظر سے گزرا۔

اپنے مرشد حضرت سیف اللہ المسلمول کا اردو میں ایک خوبصورت سراپا نظم کیا ہے اس کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

دیکھ کر حرفِ مناقب کی ضیا سرتاسر	ورقِ سادہ تھا کیا بن گیا زیبا کاغذ
دیکھ کر حسنِ خدا داد کا جلوہ یکسر	اپنے جامے میں ساتا نہیں پھولا کا کاغذ
واہ کیا حسن کا عالم ہے کہ دستِ تحریر	بن گیا نامِ خدا نور کا پتلا کاغذ
خوب ڈھونڈا کیے لکھنے کو سراپائے حضور	صفحہٴ دل کے سوا کوئی نہ پایا کاغذ
دمِ توصیفِ تحلیّٰ رخِ انور سے	سر بسر نور کا دکھلاتا ہے جلوہ کاغذ
دیکھ رخسار کی خوبی و زاکت یکسر	ورقِ گل کا ہوا رشک سے میلا کاغذ
برگِ گل ہو گیا غیرت سے معاذِ مردہ	دیکھ اوصافِ لبِ لعل کا تازہ کاغذ
منہ نظر آنے لگا بن گیا آئینہٴ حسن	وصفِ دندانِ منور سے یہ چمکا کاغذ
چشمِ بد دور جب اس آنکھ کی کھینچی تصویر	بن گیا ہمِ نظرِ نرگس شہلا کاغذ
آنکھیں دکھلاتا ہے کیا کیا یہ گلِ نرگس کو	پا گیا آپ کی آنکھوں کا اشارا کاغذ
کان وہ کان کہ تھے حسنِ خداداد کے کان	ان کی خوبی کا کرے کیسے احاطہ کاغذ

یہ کرامت ہے زباں کی کہ دم وصف بیاں  
 سینہ گنجینہ اسرار خدا دانی تھا  
 کھینچنے کے لیے نقش قدم پاک حضور  
 ہیں اعانت کو شہ فضل رسول ذی جاہ  
 لکھتا میں آپ کے اوصاف بہت کچھ واصل  
 (ماہ تابان اوج معرفت: مرتبہ محمد اعظم علی قادری، ص ۲۱/۲۲، مطبوعہ

میرٹھ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء)

تصنیف و تالیف: درس و تدریس آپ کا میدان تھا، لہذا تصنیف و تالیف کی طرف خاص توجہ نہیں  
 کی، لیکن دینی ضرورت کے وقت قلم اٹھایا، ابتدائی زمانے میں مولانا شاہ اسماعیل دہلوی کے  
 متبعین اور آخری زمانے میں آریہ سماجیوں سے قلمی معرکہ آرائیاں رہیں، آپ کی جو تصانیف اب  
 تک ہمارے مطالعے میں آئیں ہیں ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے، ممکن ہے ان کے علاوہ بھی  
 ہوں۔

(۱) الطوارق الاحمدیہ: سیف اللہ المسلمول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی نے  
 ۱۲۶۵ھ میں شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے عقائد و نظریات کے رد میں البوارق المحمدیہ  
 لرجم الشیاطین النجدیہ (اس کا دوسرا نام سوط الرحمن علی قرن الشیطان ہے  
 ) تصنیف فرمائی، اس کتاب کی اشاعت کے ۲۳ سال بعد ۱۲۸۸ھ میں مولانا بشیر الدین قنوجی  
 نے الصواعق الالہیہ لطراد الشیاطین اللہابیہ (اس کا دوسرا نام سیف الرحمن علی  
 رأس الشیطان ہے) کے نام سے اس کا رد لکھا، مولانا بشیر الدین قنوجی کی اس کتاب کے جواب  
 میں علامہ محب احمد قادری نے قلم اٹھایا اور الطوارق الاحمدیہ لاستیصال بناء دین  
 النجدیہ (اس کا دوسرا نام صارم الدیان علی قرن الشیطان ہے) تصنیف فرمائی جو ۱۲۸۸ھ  
 میں مطبع نول کشور سے شائع ہوئی، یہ کتاب فارسی میں ہے اور ۱۶۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) صون الایمان عن وساویس قرن الشیطان (اس کا دوسرا نام ”اشتہار اباطیل طوائف

اسماعیلیہ“ بھی ہے) یہ اردو زبان میں ۲۶۲ صفحات کی ایک ضخیم کتاب ہے، یہ کتاب شاہ اسماعیل دہلوی صاحب اور ان کے ہم خیال علما کے عقائد، اصول اور مسائل کے رد میں اپنے موضوع پر جامع اور مدلل کتاب ہے، اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مناظرانہ نہج سے ہٹ کر ناصحانہ اسلوب اور آسان زبان میں لکھی گئی ہے، کتاب کی جامعیت اور اہمیت کے پیش نظر ہم اس کا قدرے تفصیلی تعارف پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس کتاب میں چار فصلیں ہیں:

**پہلی فصل:** عقائد کے بیان میں ہے، اس میں آٹھ مباحث ہیں۔ اور ہر بحث میں چند عقائد درج کیے گئے ہیں، مصنف کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے شاہ اسماعیل دہلوی یا ان کے متبعین کا عقیدہ ذکر کیا ہے پھر یہ بتایا ہے کہ یہ عقیدہ شاہ اسماعیل دہلوی یا ان کے متبعین کی کس کتاب میں ہے اور اس کی عبارت کیا ہے، پھر اس مسئلہ میں اہل سنت کا عقیدہ درج کیا گیا ہے اور متقدمین و متاخرین اہل سنت کی کتابوں سے اس عقیدے کے سلسلے میں حوالہ نقل کیا گیا ہے، مباحث کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) پہلی بحث تحقیق ایمان و کفر اور توحید و شرک کے بیان میں، اس میں ۸ عقیدے ذکر کیے ہیں

(۲) دوسری بحث الہیات کے بیان میں، اس میں ۹ عقیدے درج ہیں

(۳) تیسری بحث ملائکہ کے باب میں، اس میں ایک عقیدہ ہے

(۴) چوتھی بحث کتب سماویہ کے تعلق سے، اس میں ۶ عقیدے بیان کیے گئے ہیں

(۵) پانچویں بحث نبوت و رسالت کے باب میں، اس میں ۱۶ عقیدے ذکر کیے گئے ہیں

(۶) چھٹی بحث برزخ و قیامت کے سلسلے میں، اس میں ۱۴ عقیدے ذکر کیے ہیں

(۷) ساتویں بحث تعظیم صحابہ کے تعلق سے، اس میں ایک عقیدے کا بیان ہے

(۸) آٹھویں بحث کرامات اولیا کے سلسلے میں، اس میں ۴ عقیدوں کا بیان ہے۔

**دوسری فصل:** شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے مسلک کے ضروری اصول کے بیان میں، اس میں حوالہ کتاب کے ساتھ دس اصول ذکر کیے گئے ہیں پھر یہ دکھایا گیا ہے کہ یہ اصول جمہور اہل سنت کے خلاف ہیں۔



**تیسری فصل:** مسائل شرعیہ کے بیان میں، اس میں ۱۴ مسائل ذکر کر کے ان کا اہل سنت کے خلاف ہونا دکھایا گیا ہے۔

**چوتھی فصل:** مکائد اور مغالطوں کے بیان میں، اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ شاہ اسماعیل دہلوی کے تبیین نے کس طرح مغالطانہ ڈھنگ اختیار کیا ہے، اس میں ۲۹ مکائد (مغالطے) دکھائے گئے ہیں۔

**خاتمہ:** حضرات اسماعیلیہ کی خدمت میں چند ضروری معروضات۔

یہ کتاب مطبع جوالا پرکاش میرٹھ سے ۱۲۹۳ھ میں شائع ہوئی، کتاب کی اہمیت اور جامعیت کے پیش نظر تاج الفحول اکیڈمی نے اس کو اپنے اشاعتی منصوبے میں شامل کیا ہے، ان شاء اللہ جلد ہی تحقیق و تخریج اور جدید ترتیب کے ساتھ منظر عام پر آنے والی ہے۔

(۳) ہدیۃ احمدیہ رد مبتدعات نجدیہ: یہ رسالہ شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کی کتاب ”ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح“ کے رد میں تالیف کیا گیا، ۳۲ صفحات کا یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے، ۱۲۸۵ھ میں تالیف کیا گیا اور اسی سال مطبع الطھی آگرہ سے شائع ہوا۔

(۴) الحدود و القدم: یہ رسالہ آریوں کے عقیدہ قدیم عالم کے رد میں ہے، جو شیخ محمد عبدالغفار صاحب خان بہادر رئیس شیخوپور کی فرمائش پر تالیف کیا گیا، یہ اردو زبان میں ۳۲ صفحات کا رسالہ ہے جو خالص فلسفیانہ منہج پر لکھا گیا ہے۔ نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوا، سنہ درج نہیں ہے، ہمارے اندازے کے مطابق یہ ۱۳۳۰ھ کے آس پاس کی تصنیف ہے۔

(۵) التناسخ: یہ بھی آریوں کے رد میں ہے، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ آریوں کے خاص عقیدے تناسخ (آواگون) کے رد و ابطال پر مشتمل ہے، یہ رسالہ بھی شیخ محمد عبدالغفار صاحب خان بہادر رئیس شیخوپور کی فرمائش پر تالیف کیا گیا، اردو زبان میں ۲۰ صفحات کا رسالہ ہے، جو نظامی پریس بدایوں سے شائع ہوا، سنہ طبع درج نہیں ہے، یہ بھی غالباً ۱۳۳۰ھ کے قریب ہی کی تصنیف ہے۔

(۶) الکلام الحق الجلی: یہ بھی زیر نظر رسالہ ہے جس کا تعارف ابتدائیہ میں گزر چکا۔

(۷) الابتہاج بذکر معراج صاحب النجاج: موضوع نام سے ظاہر ہے، مطبوعہ ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ (جلد ۳ شمارہ ۷، رجب ۱۳۱۷ھ)

(۸) رسالہ عظمت اولیاء اللہ: اس کا موضوع بھی نام سے ظاہر ہے، مطبوعہ تحفہ حنفیہ پٹنہ (جلد ۱ شمارہ ۱۱/۱۲، ربیع الاول، ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ) یہ دونوں رسالے ”نگارشات محب احمد“ میں شامل کر لیے گئے ہیں۔

(۹) توضیح حق: مولانا کے سابق الذکر رسالے الحدوث والقدم اور التناسخ کی بعض عبارات پر ایک معاصر سنی عالم نے بعض اعتراضات کیے تھے، اس رسالے میں انہیں کا جواب دیا گیا ہے۔ ایک عالم ربانی کس انداز میں اپنے مخالف اور معترض کو مخاطب کرتا ہے یہ رسالہ اس کی بہترین نظیر ہے، اس رسالے میں مولانا نے جوبل ولبہ اور اسلوب اختیار کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا خالص علمی اختلافات کو ذاتی اور شخصی خاصیت و مخالفت بنانے کے عادی نہیں تھے، اور یہی ایک عالم ربانی کی شان ہے۔ اردو میں یہ رسالہ ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، جو مطبع قادری بدایوں سے شائع ہوا ہے، سنہ موجود نہیں ہے مگر ہمارے خیال میں یہ ۱۳۳۳ھ میں شائع ہوا تھا۔

فتاویٰ اور مضامین: کبھی کبھی مدرسہ قادریہ کے دارالافتا سے آپ نے فتوے بھی صادر کیے، اس کے علاوہ وقتی ضرورت کے پیش نظر اہم موضوعات پر مقالات و مضامین بھی قلم بند فرمائے، آپ کے فتاویٰ اور مضامین ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ اور ماہنامہ شمس العلوم بدایوں میں شائع ہوا کرتے تھے، ان دونوں مجلوں سے آپ کے بعض فتاویٰ اور مضامین کا انتخاب ہم نے ”نگارشات محب احمد“ کے نام سے کیا ہے، جو طباعت کے مراحل میں ہے۔

وفات: ۷۵ سال کی عمر میں ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۴۱ھ / ۱۹۲۲ء میں وفات پائی، درگاہ قادری بدایوں میں سپرد خاک کیے گئے، اور اس شعر کو سچ ثابت کر گئے:

جیتے جی تو کیا چھٹے گی ہم سے میخانے کی خاک

خاک ہو کر بھی رہیں گے ہم غبارِ میکدہ

الكلام الحق الجلی  
فی کون اقدام امام الاقطاب  
علی عنق کل ولی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### استفتا

کیا فرماتے ہیں فقہائے عظام، محدثین فہام، متعلمین اعلام اور صوفیہ کرام اس بارے میں کہ ان ایام میں بعض حضرات دعوے کرتے ہیں کہ قول جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدمیٰ ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ مراد اس سے خاص آپ کے مریدین تھے نہ کہ دیگر سلاسل کے اولیا، گو اُس وقت حاضر مجلس بھی ہوں اور بعض حضرات مجددیہ فرماتے ہیں کہ اس سے خاص وہ اولیا مراد ہیں جو آپ کی مجلس میں حاضر تھے خواہ مرید یا غیر مرید مگر اولیا دیگر سلاسل کے جو دیگر بلاد میں گو آپ کے عصر میں تھے داخل نہیں اور بعض حضرات مجددیہ فرماتے ہیں کہ مراد وہ اولیا تھے جو آپ کے ارشاد کے وقت اُسی زمانے میں درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے خواہ آپ کے سلاسل کے خواہ دیگر سلاسل کے مگر وہ حکم صرف زمانہ حیات دنیوی تک باقی رہا بعد وفات کے وہ مرتبہ جاتا رہا، پس دوسرے افراد کو اور اقصاب کو اُس حکم سے خارج سمجھنا لازم و ضروری ہے۔

غرض یہ کہ حضرت جناب خواجہ بہاء الدین نقشبندی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت خواجہ شیخ شہاب الدین سہروردی اور اُن کے سلاسل کے اتباع کا ملین ہرگز قطعاً اور یقیناً داخل نہیں ہو سکتے ہیں اور دلیل اُس کی یہ ہے کہ کتاب زبدۃ الاسرار و ہجۃ الاسرار وغیرہ میں کسی جگہ قید فی وقتہ اور فی عصرہ کی منقول ہے اور کسی جگہ ذکر ہے پچاس رجال کا اولیا سے کہ اُنھوں

نے اپنی گردنوں کو جھکایا اور کسی جگہ تین سو اولیا کا ذکر ہے پس اس قول کو حکم عام اور قضیہ کلیہ سمجھنا غیر معقول ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ اگر وہ قول حکم عام اور قضیہ کلیہ رہے گا تو انبیائے کرام کو بھی شامل ہوگا حالانکہ ترجیح غیر نبی کی نبی پر کفر صریح ہے اور اگر تخصیص غیر انبیاء کی بحیال آیات قرآن مجید کے کی جائے گی تو صحابہ کو شامل رہے گا اور ترجیح غیر صحابی کی صحابی پر اگرچہ کفر نہیں ہے مگر بہ مذہب جمہور بے شک قول مردود و مجہور قبیح ہے۔ بالجملہ تاویل و تخصیص اُس قول کی یا انکار و رد اُس کلیہ کے عموم کا ضرور ہے اور آپ کو افضل دیگر اولیا سے سمجھنا اور جملہ لاحقین اولیا کو آپ کا محکوم و مستفید جاننا باطل و زور ہے۔

یہ بیان ہے دعاوی و دلائل حضرات مجددیہ کا اور بعض حضرات چشتیہ بھی باتباع ایسے ہی دلائل کے گاہ گاہ اُن کے مقلد و ہم داستان ہو جاتے ہیں اور ایسا ہی کچھ فرماتے ہیں اور بعض حضرات مجددیہ گاہ گاہ یہی دعوے فرماتے ہیں کہ یہ قول حضرت جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ نے حالت غلبہ سکر و شطیحات میں یا جوش و اردات میں یا ابتدائے جوانی میں یا بطور عجب نفسانی کہا تھا پس تسلیم و تصدیق اُس کی غیر ضرور ہے گو قائل کلمات سکر یہ کا معذور ہے اور اُس پر یہ دلیل لایا کرتے ہیں کہ جناب شیخ مجدد الف ثانی صاحب نے اپنے مکتوبات میں اُس کی خود بھی تصریح کر دی ہے اور حوالہ و سند عوارف شیخ الشیوخ حضرت سہروردی سے بھی اُس کی تائید و تصحیح کر دی ہے۔

پس اس بارے میں از روئے کتب معتبرہ و معتمدہ کے بروایات مستندہ کے عموماً اور کتاب زبدۃ الاسرار و ہیجۃ الاسرار کے خصوصاً کیا ظاہر ہے؟ اور فقہ و عقائد و تصوف سے مطابق آیات و احادیث و اقوال فقہائے عظام و اولیائے کرام کے کیا ثابت ہے؟ جواب با صواب بحوالہ و نقل عبارات معتمدہ کتب عنایت ہو۔



## الجواب

واضح ہو کہ یہ مسئلہ فقہ و کلام کا نہیں ہے کہ آیات و احادیث اس بارے میں لکھی جائیں ہاں البتہ یہ ارشاد عام جناب غوث انام و امام الفقہاء و المحدثین سید الاولیاء اکمل الافراد افضل الاقطاب محبوب سبحانی سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بہ تو اتر روایات اولیائے کرام ہے اور تسلیم کرتے چلے آنا جما ہیرا کا برا دلیائے عظام کا اس کو ثابت بلا کلام ہے پس جو شخص اُن حضرات کی تصریحات و ارشادات کو رد کرتا ہو اور باطل و کذب کہتا ہو اُس سے حاجت بحث نہیں ہے اور جو شخص معتقد اُن حضرات کا ہو اُس کو اسی قدر کافی ہے کہ از روئے کتب معتبرہ معتمدہ اولیائے کرام کے ظاہر ہے حضور جناب غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے علی الاطلاق بہ تعمیم تمام، بطور استغراق وہ حکم عام فرمایا ہے اور بہ شہادت اولیائے کرام بالہام و مکاشفہ یقظ و منام ثابت ہے کہ مراد اُس سے بعض افراد اولیا یعنی خاص اپنے مریدین یا خاص اپنے مجلس والے یا خاص اپنے عصر والے نہ تھے بلکہ سیادت مطلقہ اور اکملیت عامہ اور افضلیت تامہ افراد اقطاب و ابدال وغیرہم کل اصناف اولیا پر مراد ہے اب چند روایات معتمدہ کا لکھنا ضرور ہے تسلیم یا تکذیب کرنے پر ہر شخص اس وقت میں کہ فتنہ و قرب قیامت کا ہے مختار و غیر مجبور ہے۔ کتاب زبدۃ الاسرار حضرت محقق محدث دہلوی میں جو ہر اہل انصاف کی نزدیک بلا خلاف مانند ملفوظات مروجہ بے سرو پا کے نہیں ہے بلکہ ہر روایت کو بحوالہ سند معتمد کے تحقیق کیا ہے لکھا ہے کہ حضور غوث پاک نے فرمایا ہے:

الانس لهم مشايخ والجن لهم مشايخ والملائكة لهم مشايخ وانا شيخ الكل، بينى وبين مشايخ الخلق كلهم بعد ما بين السماء والارض لا يقيسونى باحد ولا تقيسوا على احد (۱)

یعنی جتنے مشائخ انس و جن و ملائکہ کے ہیں ہم سب کے شیخ ہیں درمیان ہمارے اور درمیان مشائخ جمیع مخلوقات کے فرق زمین و آسمان کا ہے ہمارا قیاس کسی دوسرے پر اور قیاس کسی دوسرے کا ہم پر نہ کرو۔

اور اسی زبدۃ الاسرار میں حضرت محدث دہلوی نے فرمایا ہے:

فصل فی ذکر قولہ قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ و کونہ ماموراً فیہ و اخبار المشايخ المتقدمين به و انقياد المعاصرين له فیہ و وضع رقابہم حین قالہ شرقاً و غرباً حاضرأ و غائباً۔ (۲)

یعنی یہ فصل ہے حضور اقدس کے قول ”میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے“ کے ذکر میں اور آپ کے مامور ہونے میں ساتھ فرمانے اُس ارشاد کے اور خبر دینے مشائخ متقدمین ساتھ اُس کے اور بیان تابعداری کرنے معاصرین کے اور رکھنے گردنیں اپنی کے شرق و غرب میں خواہ حاضر تھے خواہ غائب۔

اور اُسی میں ہے:

قال الشيخ ابو سعيد القيلوني قدس سره لما قال الشيخ عبدالقادر رضى الله عنه قدمی ہذہ علی رقبة کل ولی اللہ تجلی الحق عزوجل علی قلبہ و جاء ته خلعة من رسول اللہ ﷺ علی يد طائفة من الملا ئكة المقربين و البسها بمحضر من جميع الاولياء من تقدم منهم او تاخر الاحياء باجسادهم والاموات ارواحهم و كانت الملا ئكة و رجال الغیب واقفين فی الهواء صفونا حافين بمجلسه حتی

۲۔ مرجع سابق ص: ۶

۳۔ مرجع سابق ص: ۱۰

انسداد الافق بهم ولم يبق ولى فى الارض حتى حنا عنقه۔ (۳)

حضرت شیخ ابوسعید قیلونی قدس سرہ سے مروی ہے کہ جب حضور غوث پاک نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرا یہ قدم ہر اللہ کے ولی کی گردن پر ہے تو اس وقت حق سبحانہ و تعالیٰ کی تجلی آپ کے دل پر ظاہر ہوئی اور دربار حضور سید المرسلین ﷺ سے فرشتوں کی معرفت ایک خلعت خصوصیت کا آیا اور سب اولیائے متقدمین و متاخرین ساتھ اجساد و ارواح کے حاضر ہوئے ان کے سامنے آپ خلعت پہنایا گیا اور تمام فرشتے اور رجال الغیب آپ کی مجلس مبارک کو گھیرے ہوئے تھے اور فضا میں صف باندھے کھڑے تھے یہاں تک کہ افق ان کی تعداد کے سبب بند ہو گیا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ رہا جس نے اپنی گردن نہ جھکائی۔

اور حضرت حیرانی قدس سرہ سے مروی ہے

لما اتى الشيخ عبدالقادر الامر بقول قدمي هذه زاد الله تعالى جميع الاولياء نوراً فى قلوبهم وبركة فى علومهم وعلو فى احوالهم ببركة وضعهم رؤسهم۔ (۴)

یعنی جب حضور اقدس کو اُس ارشاد کا حکم ہوا اللہ تعالیٰ نے سب اولیائے کرام کے نور کو اُن کے دلوں میں زیادہ کر دیا اور اُن کے علموں میں اور برکت بڑھائی اُن کے حالوں کو بلند کر دیا اُن سب اولیا کے اپنے گردنوں کو آپ کے قدم کے نیچے رکھ دینے کی برکت سے۔

اور اُسی میں آگے فرماتے ہیں ہے:

اخبر المشايخ عن الشيخ ابى سعيد انه قيل له هل قال الشيخ عبدالقادر ذلك بامر قال بلى وقالها بامر لا شك فيه وهى لسان

۴۔ زبدة الاسرار: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص: ۱۷

۵۔ مرجع سابق ص: ۸



القطبية ومن الاقطاب في كل زمان من يؤمر بالسكوت فلا يسعه الا  
السكوت ومنهم من يؤمر بالقول فلا يسعه الا القول وهو الاكمل في  
مقام القطبية۔ (۵)

یعنی لوگوں نے حضرت شیخ ابوسعید قدس سرہ سے دریافت کیا آیا یہ ارشاد حضور  
اقدس نے بامرا الہی فرمایا ہے؟ کہا ہاں بیشک بامرا الہی کہا ہے اور بعض اقطاب  
مامور ہوتے ہیں ساتھ سکوت کے پس اُن کو سکوت لازم ہوتا ہے اور بعض مامور  
ہوتے ہیں اعلان کے پس اُن پر اعلان لازم ہو جاتا ہے اور یہ مرتبہ مقام  
قطبیت میں سب سے زیادہ کامل ہے۔

اور اُسی میں ہے:

عن الشيخ خليفة الاكبر قال رأيت رسول الله ﷺ فقلت له قد قال  
الشيخ عبدالقادر رضي الله عنه قدمي هذه على رقة كل ولي الله فقال  
صدقا الشيخ عبدالقادر وكيف لا وهو القطب وانا اعاه۔ (۶)  
حضرت شیخ خلیفہ قدس سرہ نے حضور سید المرسلین ﷺ سے واقعہ صادقہ میں  
دریافت فرمایا تو ارشاد ہوا کہ شیخ عبدالقادر نے سچ کہا ہے اور وہ قطب زمان  
ہیں اور ہم اُن کے پرورش اور نگہبانی فرماتے رہتے ہیں۔  
زبدۃ الاسرار میں یہ بھی ہے:

فصل فی ذکر احترام المشایخ الکرام لہ رضی اللہ عنہ  
فصل مشایخ کرام کے آپ کا احترام کرنے کے بارے میں۔  
اس فصل میں ہے کہ:

منها ما نقل عن الشيخ ابی محمد القاسم البصری انه لما سئل ابا  
العباس الخضر علیہ السلام عنہ رضی اللہ عنہ قال هو فرد الاحباب و  
قطب الاولیاء فی هذا الوقت وما اوصل اللہ تعالیٰ ولیاً الی مقام الا

وكان للشيخ عبدالقادر اعلاه ولا وهب الله لمقرب حالاً الا وكان  
 الشيخ رضى الله عنه اجله وما اتخذ الله ولداً كان اويكون الا  
 وهو متادب فى سره مع الشيخ عبدالقادر الى يوم القيامة۔ (۷)

شیخ قاسم بصری قدس سرہ سے مروی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ  
 حضور غوث پاک فرد احباب اور قطب اولیا ہیں، اس وقت میں نہ پہنچایا اللہ  
 تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام پر مگر واسطے آپ کے سبب سے، اور نہ بخشا اللہ  
 تعالیٰ نے کسی مقرب کو کوئی حال مگر ہے واسطے آپ کے اجل اُس میں کا اور نہ  
 بنایا اللہ نے کوئی ولی گزشتہ یا آئندہ مگر یہ کہ وہ ادب کرنے والا ہے شیخ  
 عبدالقادر کا قیامت تک۔

اور اسی فصل میں ہے:

ومنها ما نقل عن الشيخ ابى مدين رضى الله عنه انه قال لقيت ابا العباس  
 خضر منه ثلاثة اعوام مسالته عن مشائخ المشرق والمغرب وسألته  
 عن الشيخ عبدالقادر رضى الله عنه فقال هو امام الصديقين وحجة  
 على العارفين وهو روح فى المعرفة وشانه الغربة بين الاولياء لم يبق  
 بينه وبين الخلق الا نفس واحد ومراتب الاولياء كلهم من وراء  
 ذلك النفس۔ (۸)

شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں میں خضر علیہ السلام سے  
 تین سال پہلے ملاقات کی اور ان سے مشائخ و مغرب کے مشائخ اور شیخ  
 عبدالقادر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے کہا وہ صدیقین کے امام اور  
 عارفین کی حجت و دلیل ہیں وہ معرفت میں روح اور اولیاء میں نادر الشان ہیں  
 ان کے اور مخلوق کے بیچ ایک نفس باقی ہے مراتب اولیا اس نفس کے پیچھے ہیں۔

۷۔ مرجع سابق ص: ۲۰۰

۸۔ مرجع سابق ص: ۲۱۰

اور اُسی میں آگے ہے:

منها ما نقل عن الشيخ ابي سعيد احمد بن ابي بكر الحریمی والشيخ  
ابی عمر والصریفنی عثمان انهما قالوا والله ما اظهر الله سبحانه ولا  
يظهر الى الوجود من الاولياء مثل الشيخ عبدالقادر۔ (۹)

یعنی شیخ احمد حریمی اور شیخ ابو عمر عثمان سے مروی ہے کہ ان دونوں نے فرمایا قسم  
خدا کی نہ ظاہر کیا خدا تعالیٰ نے زمانہ گزشتہ میں اور نہ ظاہر کرے گا وجود عالم  
تک اولیا میں مثل شیخ عبدالقادر کے۔

اور اُسی میں ہے:

وقد اشتهر هذا القول من هذين الشيخين في مشايخ عصرهما  
وتقاوا لولا فيه فاستقر رايهم على انه ولولم يكن لهم عليه دليل لما  
حكموا بذلك موكدًا بالقسم۔ (۱۰)

اور تحقیق مشہور ہوا قول اُن دو بزرگوں کا مشائخ عصر میں اور فکر اور بحث کی اُس  
میں پس مشائخ اُسی پر قائم رہے اگر کوئی دلیل نہ ہوتی تو ہرگز نہ حکم کرتے قسم کی  
تاکید کے ساتھ۔

اور اُسی میں ہے:

ومنهما ما نقل ان الشيخ ابا محمد بن علي بن ادريس قال الشيخ الكبير  
شهاب الدين ابي حفص عمر السهروردي رضي الله عنهما احك لنا  
رويا صالحة فقال رأيت قيام الساعة والانباء والاولياء سائرون الى  
الموقف فاقبل نبی ومعه امته كالسيل في الكثرة ورأيت في تلك  
الامة شيوخاً متفاوتة في عدد الانوار ورأيت شيخاً بينهم افضل منهم

۹۔ مرجع سابق نفس الصلحہ

۱۰۔ مرجع سابق نفس الصلحہ

۱۱۔ زبدة الاسرار: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص: ۲۴

فقلت من هذا فقيل الشيخ عبد القادر۔ (۱۱)

ابو محمد بن علی بن ادريس سے منقول کہ شیخ کبیر شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی نے فرمایا کہ ہم سے سچا خواب بیان کیجیے تو آپ نے فرمایا میرے اوپر خواب میں قیامت کا حال ظاہر ہوا پس سب انبیاء اور اولیاء کو اور جناب سید المرسلین کو ساتھ اُن کے شیوخ امت کے دیکھا، ان میں ایک شیخ کو سب سے افضل پایا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ شیخ عبد القادر ہیں۔

اس قدر روایات مختصرہ سے تخصیصات کے بلا دلیل دعووں کے بطلان کا حال بخوبی ظاہر ہو گیا۔  
باقی رہا وہ کلمہ کہ ”بعد آپ کی وفات کے وہ مرتبہ جاتا رہا“ پس حاجت اس کے ابطال کی نہیں ہے کہ ایسا کلمہ کا ذبہ باطلہ بغیر از غضب الہی و بربادی دین و دنیا کے مستبعد ہے۔  
زبدۃ الاسرار میں ہے کہ حضور غوث پاک نے فرمایا ہے:

تکذیبکم لی سم ساعة لا دیانکم و سبب لذهاب دنیاکم  
واخراکم۔ (۱۲)

تمہارا مجھے جھٹلانا تمہارے دین کے لیے زہر ہے، اور تمہاری دنیا اور دین کے چلے جانے کا سبب ہے۔

اور حضور غوث پاک نے یہ شعر بھی فرمایا ہے ۔

افلت شمس الاولین و شمسنا

ابدأ علی افق العلی لا تغرب (۱۳)

یعنی اگلے اقطاب و افراد و مشائخ کا آفتاب چند روز چمکا پھر غائب ہو گیا اور ہمارا آفتاب امامت و ولایت و فیض ہمیشہ رخشاں رہے گا جس سے فیضیاب سارا جہاں ابد الابد تک ہوگا۔  
زبدۃ الاسرار میں ہے:

اخبر جمع من المشايخ انه قال تاج العارفين الشيخ ابو الوفا يا

۱۲۔ مرجع سابق ص: ۶۷

۱۳۔ مرجع سابق ص: ۱۸۱

عبدالقادر کل دیک بصبح و سکت و دیکک بصبح الی یوم  
القیامۃ۔ (۱۴)

مشائخ کی ایک جماعت نے خبر دی کہ شیخ ابوالوفانے فرمایا کہ سب اولیا کا مرغ  
بول کر خاموش ہو جاتا ہے مگر شیخ عبدالقادر کا مرغ قیامت تک بولتا رہے گا۔

اسی طرح سب اکابر فرماتے چلے آئے ہیں اور جس مصلحت سے وہ دعویٰ کاذب و باطل بنایا گیا  
اُس کا حال یہ ہے کہ جب جناب بادشاہ عراق حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی اور  
بادشاہ فارس حضرت جناب خواجہ بہاء الدین نقشبندی اور بادشاہ ہندوستان ہندالوی حضرت خواجہ  
خواجگاں جناب خواجہ معین الحق والملمۃ والدین چشتی اجیری اور اُن سب کے اکابر سلسلہ بھی حضور  
غوث اعظم کے فیض روحانی سے مستفید ہیں اور اُن سب کے رقاب پر قدم جناب قطب  
الاقطاب افضل الافراد اکمل الاحباب کا ہے پس وہ حضرات اور اُن کے اتباع و مریدان عالی  
درجات جیسی حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی اور قاضی حمید الدین ناگوری اور اُن کے مریدین  
سلسلہ سہروردیہ کے اور حضرت شیخ فرید الدین اور حضرت محبوب الہی نظام الدین اولیاء یونی اور  
حضرت مخدوم علی صابر وغیرہ حضرات چشتیہ اور خواجہ باقی باللہ دہلوی اور حضرت میر ابواب علی  
صاحب اکبر آبادی وغیرہ نقشبندیہ کب اس دائرے سے قدم باہر رکھنا اور گردن اپنے علیحدہ کھینچنا  
پسند اور گوارا فرمائیں گے ہاں البتہ اگر اُن حضرات نے صراحتاً انکار عموم اُس ارشاد کا اور خارج  
ہونا اپنا بیان فرمایا ہے تو بعد صحت تو اتر روایت و صراحت و قطعیت دلالت و ثبوت دیگر شرائط  
معارضہ کے فرمانا اُن کا معارض ٹھہرایا جاسکتا تھا ورنہ افترا اُن حضرات کرام پر ہے اور دعویٰ بلا سند  
و دلیل غیر مقبول و محض لغو و فضول ہوتا ہے۔

اب چند روایات متعلق استفادہ و انتفاع اکابران کبرائے دین، مقبولان رب العالمین کے  
بھی حضور اقدس سے اور تسلیم کرنے آپ کے ارشاد کے مطابق دیگر اکابر مجاہد کے لکھے جاتے ہیں  
زبدۃ الاسرار میں حضرت شیخ محقق علی الاطلاق عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے:

اخبر المشايخ عن الشيخ ابی النجيب السهروردی انه حضر

مجلس الشيخ عبدالقادر رضى الله عنه فقال رضى الله عنه ”قدمى هذه“ فطأ طأ الشيخ ابو النجيب السهروردى راسه حتى كادت تبلغ الارض وقال على راسى على راسى على راسى۔ (۱۵)

یعنی حضرت شیخ سهروردی کے مرشد و استاذ حضرت شیخ ابوالنجیب سهروردی آپ کے دربار میں حاضر ہوئے آپ نے وہ ارشاد فرمایا کہ میرا قدم سب اولیا کی گردن پر ہے پس حضرت شیخ ابوالنجیب سهروردی نے گردن جھکادی اور کہا میرے سر پر میرے سر پر میرے سر پر۔

اور نیز زبدة الاسرار میں خواجہ یوسف ہمدانی (جو اکابر مشائخ سلسلہ شیخ بہاء الدین نقشبندی سے ہیں) سے نقل فرمایا ہے کہ انہوں نے کہا:

سمعت شيخنا الشيخ ابا احمد عبد الله بن علي بن موسى الجونى المقلب بالجفى يقول اشهد انه سيولد بارض العجم مولود له مظهر عظيم باكرامات قبول تام عند الكافة ويقول قدمى هذه على رقبة كل ولى الله ويندرج الاوليا فى زمانه تحت قدمه ذلك الذى شرف به زمانه وبه ينتفع من ورائه۔ (۱۶)

یعنی میں نے اپنے شیخ حضرت عبداللہ جونى سے سنا کہ آپ نے فرمایا تھا عجم میں ایک شخص پیدا ہوگا کہ امتوں کے ساتھ اس کی عظیم شان ہوگی اور اسے عام مقبولیت ہوگی اور وہ فرمائے گا میرا یہ قدم ہے ہر ولی کی گردن پر اور سب اولیا اُن کے قدم کے نیچے اُن کے زمانے میں مندرج ہوں گے اور اُن کے بعد کے لوگ اُن سے نفع پائیں گے اور فیض یاب ہوتے رہیں گے۔

اور شرح کبریت احمر میں فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ خواجگاں جناب معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا اہل علی حدقہ عینی (بلکہ میری آنکھ کی پتلی پر) جب حاضرین نے سب

۱۵۔ زبدة الاسرار: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص: ۱۳

۱۶۔ مرجع سابق ص: ۶۰

اُس کا پوچھا فرمایا کہ ہمارے بڑے بھائی حضرت غوث اعظم کو قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمانے کا حکم ہوا پس سب اولیا نے اس کو قبول کیا لہذا میں نے اپنی گردن پر بلکہ آنکھ پر رکھنا قبول کیا۔ (۱۷)

سفینۃ الاولیا میں ہے:

امام یافعی گفتہ اند کہ اکثرے از مشائخ یمن بحضرت غوث اعظم نسبت درست کردہ اند و خواجہ معین الدین چشتی و شیخ شہاب الدین سہروردی سرہما علازمت آنحضرت رسیدہ فیض و جمعیت باطن حاصل نمودہ اند۔

امام یافعی فرماتے ہیں کہ یمن کے اکثر مشائخ نے حضرت غوث اعظم سے اپنی نسبت قائم کی ہے، اور خواجہ معین الدین چشتی اور حضرت شہاب الدین سہروردی نے بھی آپ سے فیض باطن حاصل تھا۔

اور نیز سفینۃ الاولیا میں حضرت یوسف ہمدانی کے حال میں جو مرشدان سلسلہ نقشبندیہ سے ہیں لکھا ہے:

شیخ عبد اللہ جونئی و شیخ سستانی صحبت داشتند و در بغداد بمجلس حضرت غوث الاعظم اکثر حاضری شدند۔ (۱۹)

شیخ عبد اللہ جونئی اور شیخ سستانی حضور غوث اعظم سے صحبت رکھتے تھے، اور آپ کی مجلس میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔

اس قسم کی روایات بھی بکثرت ہیں پس بمقابلہ ارشاد عام جناب حضرت غوث انام اور تسلیم تمام اولیائے عظام کے عموماً اور اُن اکابر کے خصوصاً حضرات مجددیہ کا وہ ایجاد و اجتہاد و دراز صواب ہے اور بعض حضرات چشتیہ کا اُن کی تقلید کرنا بغیر فہم مراد کے موجب استعجاب ہے مگر بمقتضائے زماں کچھ جائے تعجب نہیں کہ بہت مشائخ جہال اس زمانے کے جو ظاہر میں مخلصانہ اہل

۱۷۔ دیکھئے کبریٰ احمد، ص: ۵، مطبع کثیر المنافع لمسی سلطان المطابع

۱۸۔ سفینۃ الاولیاء: محمد داراشکوہ، ص: ۵۰، مطبع نول کشور

۱۹۔ سفینۃ الاولیاء: محمد داراشکوہ، ص: ۷۵، مطبع نول کشور

سنت شمار کیے جاتے ہیں باوجود موجود ہونے عقیدہ تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عقائد اہل سنت میں پھر بھی مقلد روافض تفضیلیہ کے جناب امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر ائمہ اہل بیت کو جناب شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل دینے کو محبت اہل بیت کی جانتے ہیں۔ چنانچہ فقہ اکبر امام اعظم رضی اللہ عنہ سے لے کر نظام العقائد مشہور بعقائد نظامیہ حضرت ہادینا و مرشدنا جناب مولانا فخر المملۃ والدین چشتی دہلوی قدس سرہ تک یہ عقیدہ کتب عقائد علماء اولیاء میں بالاتفاق مندرج ہے اور فقہائے کرام تو یہاں تک صاف صاف فرماتے ہیں:

الرافضی ان انکرو خلافة الشيخین فهو کافروان فضل علیا علی  
الشیخین فهو فاسق۔

رافضی اگر انکار کرے شیخین کی خلافت کا تو کافر ہے اور اگر حضرت علی کو دے  
فضیلت شیخین پر تو فاسق ہے۔

اور (یہ مشائخ) خود ان کے ارشاد صریحہ کو بلکہ احادیث صحیحہ کو جمع نقول اجماع صحابہ و سلف کہ بہ  
شہرت و تواتر کتب معتمدہ اہل سنت میں ثابت ہیں کبھی اپنی وقاحت سے باطل ٹھہراتے ہیں، کبھی  
اپنی سفاهت سے باوجود تلفظ کے زبان سے پھر اُس کو مآول بلکہ مہمل گردانتے ہیں اور روایات  
ضعیفہ بلکہ حکایات باطلہ سے دلیل لاتے ہیں بایں ہمہ پھر اپنے کو اہل سنت و جماعت سے بتاتے  
ہیں اور بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ ”مراد اُس افضلیت سے جو شیخین کے واسطے ثابت ہے تقدیم  
بادشاہت و امور دنیا میں ہے یعنی وہ خلیفہ اول و دوم ہیں مگر مراتب دین و تقرب اخروی و کرامت  
عند اللہ و عند الرسول میں جناب امیر علیہ السلام کے افضل ہونے کا اعتقاد لازم ہے حالانکہ اس  
تقدیر پر عقائد میں اس مسئلہ دینی کا ذکر بہت واجب تھا نہ صرف تقدیم بادشاہت و خلافت دینی کا  
غایت الامر دونوں کا ذکر لازم۔

بالجملہ یہ حال اُن مشائخ زمانے کا ہے جو فقہ و عقائد کو مانتے ہیں اور جو اپنے واسطے علم لدنی  
باطنی کر کے شریعت کو لغو جانتے ہیں وہ تو تفضیل حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ کی انبیائے عظام پر  
بھی مانند حضرت خلیل اللہ و حضرت صفی اللہ و حضرت کریم اللہ و حضرت روح اللہ علیہم السلام کے  
کمال عرفان ٹھہراتے ہیں بلکہ اصل الایمان بتاتے ہیں اور جوان میں سے شاعری کے ذوق میں



گرفتار ہیں وہ تو صراحتاً صاف صاف بمقابلہ حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ کے انبیائے کرام علیہم السلام کی اہانت و استخفاف کرنے پر ہی اپنے اشعار میں ہر لحظہ آمادہ و تیار ہیں نعوذ باللہ منہ حالانکہ تفضیل غیر نبی کی نبی پر بالا جماع کفر و ضلال ہے اور مساوات غیر نبی کی نبی سے مراتب تقرب الہی میں محال ہے جب عقائد مسلمہ جمہور صحابہ و تابعین و دیگر سلف صالحین بلکہ ضروریات دین کی نسبت ان مشائخ کا یہ خیال ہے پھر مسائل الہامیہ اولیائے کرام کے تسلیم کر لینے کا بمقابلہ اُن کے خیالات کے اُن سے کیا احتمال ہے؟

### انکار کی پہلی دلیل کا حال

باقی رہا اُن کا استدلال سو وہ بھی ایک خام خیال ہے پہلے استدلال کا یہ حال ہے کہ اگر بعض روایات میں، بعض اوقات میں، بعض خطابات میں، بعض اولیائے کرام نے جو ذکر عصر و وقت کا یا عدد خاص کا کیا ہے تو اُس سے قطعاً حصر عدد خاص میں یا زمانہ خاص میں ثابت نہیں ہو سکتا ہے خصوصاً اُس صورت میں کہ انھیں بعض اولیا سے دوسری بعض روایات میں حکم تعیم کی نقل و تسلیم بھی ثابت ہوئی پس یا تو وقت ذکر عدد و عصر و وقت کے حال استغراق و اطلاق کا اُن پر منکشف نہ ہوا ہوگا یا یہ کہ قید ذکر عدد یا وقت یا مجلس کی جو کسی تقریر میں آگئی ہے اتفاقی ہے نہ کہ احترازی پس باوجود ان سب احتمالوں کے صرف کسی قید سے تکذیب دوسرے اولیائے کرام کے مکاشفہ و الہام کی تصریح عموم کی لازم نہیں آ سکتی ہے۔

### انکار کی دوسری دلیل کا حال

اور دوسرے استدلال کا حال یہ ہے کہ قطع نظر اس امر سے کہ جس طرح تخصیص انبیائے کرام کی بدالالت تواتر احادیث شریف کے ہو سکتی ہے مگر یہ مستلزم نہیں ہے اس کو کہ جب بدلیل قوی آیت و حدیث کی کچھ تخصیص ضروری مسلم ہو تو بلا دلیل بھی تخصیص کر لینا عام صریح میں لازم ہو جائے۔

ان دلیلوں کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ باعتبار محاورہ عام مشائخ کرام کے لفظ ولی شامل انبیائے کرام و اصحاب عظام کو نہیں ہوتا ہے نسبت افضلیت مرجہ نبوت و صحابیت کی مرتبہ ولایت مصطلح عرفیہ سے، پس اس لفظ کے معنی عرفی کے عام رکھنے سے تفضیل صحابہ کرام پر بھی

لازم نہیں آتی کہ وہ بحسب ایسے محاورات کے اُس میں داخل نہیں ہیں چہ جائے کہ انبیائے کرام پر،  
تا مخالفت قرآن وحدیث وعقائد اہل سنت کے لازم ہو۔  
محدث دہلوی نے زبدۃ الاسرار میں فرمایا ہے:

ومنها ما نقل عن الشيخ الجليل ابي عبد الله محمد بن احمد البلخي  
رضي الله عنه كشف لي عن اسرار الغيوب ومقامات اولياء الله فكان  
مما رايت مقاماً نزل اقدام العقول في سره (۲۰)

یعنی شیخ محمد بلخی (جو مرید ہیں حضرت غوث پاک کے) فرماتے ہیں کہ اسرار  
غیوب اور مقامات اولیا کے مجھ پر مکشوف ہوئے اور ایک مقام ایسا دیکھا کہ  
عقول اُس کے دریافت سے عاجز ہیں۔

پھر آگے فرماتے ہیں:

ثم بعد مدة علمت من فيه اى انه مقام رسول الله ﷺ فرأيت رسول  
الله ﷺ وعن يمينه آدم عليه السلام و ابراهيم عليه السلام و جبريل  
صلوات الله عليهم وعن شماله نوح و موسى و عيسى عليهم الصلوة  
والسلام و بين يديه اكابر الصحابة و الاولياء على هيئة الخدم كان  
على رؤسهم الطير من هيئة ﷺ و كان ممن عرفته من الصحابة  
ابوبكر و عمر و عثمان و علي و حمزة و العباس رضي الله عنهم و من  
الاولياء معروف الكرخي و السري السقطي و الجنيدى البغدادي  
وسهل التستري و تاج العارفين ابو الوفاء و الشيخ عبدالقادر  
و الشيخ عدي بن مسافر و الشيخ احمد الرفاعي قدس الله اسرارهم  
و كان اقرب الصحابة الى النبي صلى الله عليه وسلم ابوبكر ن  
الصديق رضي الله عنه و كان من اقرب الاولياء اليه الشيخ عبدالقادر

پھر جانا میں نے ایک مدت کے بعد کہ وہ مقام حضور رسول خدا ﷺ کا تھا اور آپ کے دائیں بائیں انبیائے کرام و صحابہ و اولیائے کبار حاضر تھے مجملہ صحابہ کے میں نے خلفائے اربعہ اور عہدین مکرّمین (حضرت حمزہ و عباس) کو پہچانا اور اولیا میں سے معروف کرخی اور سری سقطی اور جنید بغدادی، سہل تستری، تاج العارفین ابوالوفا اور شیخ عبدالقادر اور شیخ عدی بن مسافر اور شیخ رفاعی کو پہچانا اور حضرت صدیق اکبر سب صحابہ میں مرتبہ اور جناب رسول اللہ سے قربت میں زیادہ تھے اور اولیا میں سے سب سے زیادہ تقرب والے شیخ عبدالقادر تھے۔

پس حوالہ زبدۃ الاسرار و بچۃ الاسرار کا جو مخالفین دیتے ہیں محض مغالطہ ہے بلکہ زبدۃ الاسرار کا حوالہ مصداق اس مصرع کے ہے ع:

چہ دلادرست دزدی کہ بکف چراغ دارد

(یہ چور کتنا بہادر ہے کہ اپنے ہاتھ میں چراغ لے کر گھوم رہا ہے)

زبدۃ الاسرار میں بعد نقل و حوالہ اخبار و آثار اکابر اولیائے اکابر کے خود فرمایا ہے (یہاں عربی عبارت بہت طویل تھی اصل عبارت کو حذف کر کے صرف ترجمے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ مرتب) جو اخبار ہم نے نقل کیں ان سے ظاہر ہو گیا کہ حضور غوث اعظم کی شان اور آپ کے مرتبے کے بارے میں مشائخ کی عبارتیں اور اولیا کے اشارات مختلف اور متفاوت وارد ہوئے ہیں، ان میں سے بعض عبارتیں ظاہر کرتی ہیں آپ کی فضیلت آپ کے زمانے کے اولیا پر مطلقاً اور ان پر آپ کے نفوذ تصرف میں عموماً، اور ظاہر کرتی ہیں آپ کے ان سب پر افضل ہونے کو اور آپ کے تابع دار ہونے کو اور آپ کے نور سے ان اولیا کے مقتبس ہونے کو اور آپ کے آثار سے ان کے فیض یاب ہونے کو، اور اس بات کو کہ آپ وقت کے

سلطان، آفاق کے قطب اور غوث زمان ہیں، محافظ اسرار اولیا کے اور جامع مراتب اصفیاء کے ہیں، حاکم دو جہاں کے اور مرجع انس و جان کے ہیں، آپ کے وقت میں سوا آپ کے حکم کے کوئی حکم نہیں ہے اور آپ کے عصر میں سوا آپ کے تصرف کے کوئی تصرف نہیں ہے، آپ کا حکم عام اور تصرف تام ہے، اور انہیں کے اختیار میں نصب کرنے اور معزول کرنے، قبول کرنے اور رد کرنے کا اختیار ہے۔

اور بعض روایات و اقوال سے آپ کا سردار اولیا، سند اصفیاء اور سلطان مملکت ولایت ہونا علی الاطلاق ثابت ہے، بغیر تصریح مقدم و متاخر کے اور بیان ظاہر و باطن کے اور بعض مکاشفین اسرار ولایت اور واقفین احکام ہدایت و نہایت کے کلام سے جیسے حضرت خضر وغیرہ بطور نص و تصریح کے ثابت ہے کہ آپ سب مشائخ متقدمین و متاخرین سے افضل ہیں اور سب اولیائے سابقین و لاحقین سے فائق و اکمل ہیں اور یہ موافق و مطابق ہے خود غوث اعظم کے کلام پاک سے کہ خبر دی ہے آپ نے اپنے مقام کی اور بیان فرمایا ہے اپنے پروردگار کی نعمت کو اور حضور شاہد عدل ہیں اس مدعا میں اس واسطے کہ اس باب میں خود ان سے زیادہ اپنے حال سے واقف کوئی نہیں ہے اور جب آپ نے بطور تعیم کے وہ ارشاد فرمایا اُس میں کچھ تخصیص نہیں ہے پس اپنے حال کو آپ خوب جانتے ہیں دوسروں کے مقابلے میں اور ثابت ہوا یہ کہ حضور صادق ہیں اپنے اس ارشاد ”قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ“ میں اور مامور ہیں اس پر اور وہ عام ہے اولیا کے تمام افراد کے لیے کوئی دلالت اُس میں تخصیص اہل زمان پر نہیں ہے اور حضرت کے اپنی اہل زمان پر فضیلت تو متفق علیہ فریقین ہے لیکن فریقین میں سے ایک ثابت کرتا ہے اس پر زیادتی کو بھی اور ثابت کرنے والا رائج ہے تعارض سے سلامت کے سبب جیسا کہ قواعد اصول فقہ میں ثابت ہوا ہے۔

اور پھر (مزید یہ کہ) نہیں نقل کیا گیا متقدمین و متاخرین مشائخ کرام میں سے کسی سے جیسا کہ نقل کیا گیا حضور سے مقامات و کرامات و تصرفات و کمالات وغیرہ اور نہیں نقل کیا گیا (کسی کے بارے میں جیسا کہ آپ کے بارے میں نقل کیا گیا) اہل زمانہ کی اتباع آپ کے واسطے بالا جماع، اور اولیا کافرماں بردار ہونا اور آپ کی تعظیم بجالانا اس سے ماوراء ہے کہ تصور میں آسکے یا ممکن ہو۔

اگرچہ نہیں خالی نہیں ہے کوئی زمانہ اس بات سے کہ اس میں کوئی قطب ہو جس پر اعتماد کیا جائے اور نہیں خالی ہے کوئی عصر اس سے کہ اس میں کوئی غوث ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے ہے پس دیگر کالمین اگر اقطاب ہیں تو آپ قطب الاقطاب ہیں اور دوسرے اگر افراد ہیں تو آپ سید الافراد ہیں اور دوسرے اگر سلاطین ہیں تو آپ سلطان السلاطین ہیں اور امام المقربین و اکمل العارفین ہیں اس واسطے کہ واصلین و مقررین کے مراتب میں باہم تفاضل ثابت ہے جیسا کہ ظاہر میں ثابت ہے پس بنا بریں جو اخبار کہ صادر ہوئے ہیں اولیائے عصر و اہل زمانہ پر حضرت کی فضیلت میں سزاوار ہے یہ کہ نہ ہو مراد اُس سے تخصیص و حصر بلکہ مقصود پر اکتفا کرتے ہیں اور مبنی ہیں عرف پر اس واسطے کہ اکثر وہ باتیں کہ کہی جاتی ہیں مقام مدح میں کہ فلاں افضل عصر و اکمل دہر، و حیدر زمان، فرید دوراں ہے اس پر مبنی ہیں اُس شخص کی اُسی زمانہ میں فضیلت پائی جائے، غرض اظہار تفضیل کے اس شخص کی غالباً آمادہ کرنا اہل زمانہ سالکین اور طالبین کا ہوتا ہے تاکہ اس کی اتباع لازم پکڑیں، اس سے استفادہ کریں اور اس کی صحبت اور محبت سے سعادت حاصل کریں۔

اور اسی واسطے تصریح فرمائی خضر علیہ السلام نے حضرت کے علوم و مرتبت کی تمام اولیا پر جب کہ ان سے سوال کیا گیا ان اولیا کے مراتب اور مقامات کے تفاضل

کا، جس سے کہ ثابت ہے یہ بات کہ قید افضلیت کی اہل عصر پر واسطے تخصیص و حصر کے نہیں ہے بلکہ قید اتفاقی ہے وہ یہ روایت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے قصہ شیخ ابو محمد قاسم میں مروی ہے کہ کہا حضرت خضر نے اولاً جناب غوث پاک فرد الاحباب اور قطب الاولیا ہیں اس وقت میں پھر کہا حضرت خضر نے کہ نہیں بنایا اللہ نے کسی کو ولی جو کہ ہوئے یا آئندہ ہوں گے مگر وہ ادب کرنے والے ہیں حضور شیخ عبدالقادر کا قیامت کے دن تک اگر (یہ تاویل نہ کی جائے تو) البتہ مناقص ہو جائیں گے دونوں کلام اُن کے۔

اور یہ احتمال بھی ہے اسم تفضیل کی اضافت واسطے توضیح کے ہو نہ کہ حصر کے واسطے، اور اسم تفضیل سے مراد زیارت مطلقہ ہو جیسا کہ ثابت ہے قواعد نحو سے کہ اضافت اسم تفضیل کی بعض دو معنی کے لیے ہوتی ہے ایک تو زیادہ خاص مضاف الیہ پر جیسے کہا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کو کہ وہ افضل مخلوقات ہیں اور دوسری غرض اضافت سے زیادہ مطلقہ جیسے رسول اللہ ﷺ کو افضل قریش کہنا۔

اور احتمال یہ بھی ہے بلکہ اظہر و متیقن ہے کہ اقوال مشائخ کا اس بارے میں اختلاف ان کے کشف کے مراتب میں تفاوت کی بنیاد پر ہو جس کو جس وقت مقامات اولیا سے جس قدر علم ہو گیا بیان کیا، پس ناظرین میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان پر نہیں ظاہر ہوتا ہے مگر صرف اس کا احوال جس کی صحبت اٹھائی ہو اور جس کو دیکھا ہو، پس نہیں حکم کرتے ہیں فاضلیت و مفضولیت کا مگر اس خاص پر اور اسی واسطے بعض مشائخ عصر نے کہہ دیا کہ نہیں دیکھا ہماری آنکھوں نے کسی کو مانند شیخ عبدالقادر کے اور بعض عالم ایسے ہیں کہ ان کا علم متعلق ہوتا ہے اہل زمانہ کے احوال کے ساتھ غائب ہوں یا حاضر ہوں کلی طور پر یا بعضاً کشف و عیان کے طریقے پر یا دلیل و برہان کے طور پر پس خبر دیتے ہیں اپنے علم کے

اعتبار سے درانحالیکہ مشعر بنوح تحاشی ہے جیسا ظاہر ہوتا ہے کلام شیخ کبیر قدس سرہ سے فرمایا شیخ نے کہ ”سردار ہمارے جناب سید عبدالقادر نے پایا اپنے احوال سے قطبیت اور ترقی مقامات قطبیت اور استغراق مدارج قطبیت سے وہ مقام کہان کے علاوہ ہمارے علم میں کسی شیخ نے نہ پایا“ یہ بات جان لی جائے اولیاء اللہ کا کوئی قول فضول نہیں ہے غیر اس سے کہ ظاہر ہو واسطے اُن کے برہان قاطع اس امر پر اور بعض مکاشف ایسے ہیں کہ احاطہ کرتا ہے کشف اُن کا اور شامل ہوتی ہے معرفت اُس کی اہل عالم پر شرقاً و غرباً زمانہ گزشتہ و آئندہ میں اور بھی لوگ ہیں مکاشفہ کئے گئے ساتھ اسرار ولایت کے اور واقف اوپر حد قرب کے اور سیر کرنے والے مراتب وجود میں اور پہنچنے والی منازل شہود میں اور اسی واسطے کہا نقیب الاولیاء ابوالعباس خضر اور مثل اُن کے نے اُن لوگوں سے کہ اطلاع دی ہے اُن کی اللہ نے مقامات اولیاء اللہ پر تمام وہ بات تصریح ہے عام ہونے فضل و شرف جناب غوث الثقلین میں متقدمین اور متاخرین پر بیچ اُس شے کے کہ روایت کی ہے اُس سے ابھی اور کافی یہ دلیل پس اگر کہا جائے کہ اقوال مشائخ کے آپ کے تفضیل عموم پر کیوں کر محمول ہوں اور ایسے ہے ارشادات کا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور امثال اس کے کہ اُس سے تو تفضیل آپ کے صحابہ کرام پر لازم آئے گی رضوان اللہ علیہم اجمعین تو ہم جواب دیں گے کہ ضرور ہے تخصیص صحابہ کی اس عموم سے یعنی وہ اس عموم میں داخل نہیں ہیں بسبب اتفاق اہل سنت و اجماع ائمہ امت کے اور وارد ہونے احادیث نبویہ کے اوپر مصدر اُن کے صلوٰۃ و تحیہ اس بات پر کہ صحابہ کرام بہترین مومنین ہیں امید رکھی جائے واسطے اُن کے ثواب سے کہ نہیں ہے اُن کے غیروں میں ایمان والوں سے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”تعظیم و تکریم کرو تم میرے اصحاب کی کہ وہ بہترین تم میں کہ ہیں اگر کوئی تم میں سے خرچ کرے گا مثل پہاڑ احد کے



سونا نہ پہنچے گا برابر ایک مداح صاحب کے، بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اس مقام تعظیم فضل میں ضرور ہے تخصیص سے تابعین لہم باحسان کے بھی اور استثنا کرنے وجہ خیریت سے کہ مستفاد ہے حدیث سے ایسی خیریت کہ مخصوص ہے ساتھ قرن و زمانہ کے کہ متصل ہے اُن کے قرن سے پھر وہ لوگ جو اُن سے متصل ہیں اور ظاہر ہے یہ کہ یہ خیریت صحابہ اور تابعین کے بسبب پانے شرف صحبت اور قرب زمانہ رسول اللہ ﷺ کے ہے۔

اور نیز اسی میں فرمایا ہے:

والقرينة على تخصيص الصحابة انهم لتخصيصهم باسم الصحابي وتميزهم به لا يدخلون بحسب متفاهم العرف في اسم الاولياء والمشايخ والصوفية وامثالها وان كانوا اخبارهم۔ (۲۴)

اور اس عموم صحابہ کی تخصیص کا قرینہ یہ ہے کہ صحابہ کرام بسبب شرافت خاص لقب صحابی کے اصطلاح و عرف میں اسم اولیاء و مشائخ و صوفیہ میں داخل نہیں ہیں اگرچہ افضل اولیا ہیں۔

اور جواب شبہ احتمال سکر و غلبہ و جد و حال کا یہ ہے کہ باتفاق جماہیر مشائخ کے جناب محبوب سبحانی کا وہ ارشاد بامر ربانی تھا پس معاذ اللہ اُس کو محمول جوش سکر و ابتدائے جوانی و غلبہ و جد و حال یا عجب و خیال نفسانی پر کرنا محض و سوسہ شیطانی ہے۔

حضرت شیخ محدث دہلوی نے زبدۃ الاسرار میں فرمایا ہے:

فان قلت قوله قدمی هذه وامثاله صادر فی حالة السكر وغلبة الحال ام فی حال الصحو والتمکین قلت هو قدوة ارباب التمكن و افضل اهل الصحو كما تقرر بما نقلنا فكيف يحمل قوله على السكر و باتفاق المشايخ المحققين اهل الصحو مفضلون على ارباب



السكر لان ارباب السكر محكومو الوقت والحال حاکمة علیهم  
 واهل الصحو حاکمون علی الحال و کم من فرق بينهما وتفضيله  
 رضی اللہ عنہ نفسه علی غیرہ يدل علی انه فی مقام الصحو فان اهل  
 السكر فی مقام مشاهدة احديہ الذات غائبين عن انفسهم لا يرون  
 اعينهم فكيف الغير كلماتهم فی مثل ذلك سبحانه ما اعظم شأني  
 وليس فی الدارين غيري وليس فی حبتی سوى اللہ وانا الحق بل هو  
 مثل قوله بل مثل قول رسول اللہ ﷺ انا سيد ولد آدم ومن دونه تحت  
 لواءي امتثالا لقوله تعالی واما بنعمة ربك فحدث۔ (۲۵)

پس اگر کہا جائے کہ قول قدمی ہذہ اور مثل اُس کے صادر ہوئے ہیں حالت سکر و  
 غلبہ حال یا حالت صحو و تمکین میں کہیں گے ہم جناب غوثیت ماب رضی اللہ عنہ  
 پیشواے ارباب تمکین و افضل اصحاب صحو ہیں جیسا کہ ثابت ہو گیا نقل روایات  
 سے پس کیوں کر محمول ہوگا ارشاد آپ کا سکر پر اور باتفاق مشائخ محققین اہل صحو  
 کو تفضل حاصل ہے ارباب سکر پر اس وجہ سے کہ ارباب سکر محکوم وقت ہیں اور  
 حال اُن پر حاکم ہے اور اہل صحو حاکم ہیں حال پر اور ان دونوں کے درمیان  
 بہت فرق ہے اور تفضیل دینا جناب غوثیت ماب رضی اللہ عنہ کا اپنی ذات پاک  
 کو غیر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور مقام صحو میں تھے نہ کہ حالت سکر میں، اس لیے  
 کہ ارباب سکر مقام مشاہدۃ احدیۃ الذات میں ہوتے ہیں اور اپنے نفوس سے  
 غائب ہوتے ہیں اور نہیں دیکھتے اپنی ذات کو چہ جائے کہ غیر بلکہ قول حضرت  
 محبوب سبحانی کا مثل فرمان حضور خاتم المرسلین ﷺ کے ہے کہ فرمایا انا سید  
 ولد آدم (میں اولاد آدم کا سردار ہوں) اور مثل ارشاد آدم ومن دونه تحت  
 لوائی (آدم اور ان کے نیچے کے سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں)

گے) کہ حکم پروردگار عالم تعالیٰ شانہ واما بنعمة ربك فحدث (اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو) کی تعمیل میں فرمایا۔

### مکتوبات مجدد الف ثانی سے دلیل اور اس کا جواب

اور حال اُس استدلال کا یہ ہے کہ مکتوبات شیخ مجدد الف ثانی صاحب میں اس کا مذکور ہونا اجماع اکابر جمیع سلاسل پر موجب ترجیح نہیں ہو سکتا ہے کہ اُن مکتوبات میں بہت امور متشابہات جا بجا ایسے واقع ہیں جو ہرگز ظاہر پر محمول ہو کر تسلیم نہیں ہو سکتے ہیں یا وہ سکر میں سرزد ہوئے ہیں یا تحریف اصل عبارت میں واقع ہوئی ہے، یا کوئی معنی تاویل مراد ہیں پس وہ قول اُن کا مثل دیگر اقوال شاذہ متناقضہ متخالفہ کے ہے۔ جواب ابواب تصوف یا فقہ و عقائد میں جمہور صوفیہ، یا فقہاء، یا ائمہ اہل کلام کے ظاہراً مخالف اُن مکاتب میں مختلف طور پر جا بجا گاہے چنیں گاہے چناں موجود ہیں اور اُن کے وقت سے آج تک اہل تحقیق کے نزدیک وہ محمول بر ظاہر اور بمعنی متبادر مسلم اکابر نہیں ہیں کہ یہ حال بصحت تاملہ شیخ محدث دہلوی اور دیگر رسائل سے بخوبی آشکار ہے، یہاں ذکر طویل بے کار ہے۔

### عوارف المعارف کی عبارت اور اس کا جواب

اور حوالہ و استناد عوارف کا جو نسبت خاص ارشاد جناب محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے کیا گیا ہے اُس پر بھی جزم کرنا باطل ہے نہ عوارف میں ذکر حضور جناب محبوب سبحانی کے نام پاک کا ہے نہ آپ کے خاص اس قول کا نہ وہ کلام عوارف کا حضرت کے اقوال و احوال پر عموماً یا خصوصاً منطبق ہو سکتا ہے کہ وہاں تو مبتدیان اہل سکر و مغلوبین وقت کے اقوال یا احوال ابتدائی کا ذکر ہے پس منتہیان اہل صحو و تمکین کے ارشاد کو جو امر ربانی سے ہو اُس میں داخل کرنا عقل و دیانت سے دور ہے علاوہ اُن سب کے جب خود حضرت شیخ الشیوخ کے مرشد جناب حضرت شیخ نجیب الدین سہروردی نے اُس قول کی تسلیم فرمائی اور اطاعت اُس فرمان کی فرمائی اور اُس قول کا اللہ کے حکم سے ہونا قبول کیا پس اگر عوارف میں تصریح بھی حضور کے اس ارشاد خاص کی سکر پر محمول ہونے کی ہو تو وہ بھی ہرگز قابل ترجیح و تسلیم نہ ہوتی چہ جائے کہ عوارف کے بیان کو اس سے ہرگز علاقہ نہیں

عبارت عوارف کی یہ ہے:

قل ان يتفك مرید فی مبادی ظهور سلطان الحال من العجب حتی  
نقل عن جمع من الکبار کلمات مؤذنة بالاعجاب وکل مانقل من  
ذلک القبیل من المشایخ فلبقاء السكر و الحصارهم فی مضیق  
سكر الحال فی ابتداء امرهم وذلک اذا اصدق صاحب البصيرة  
نظره يعلم انه من استراق النفس السمع عند نزول الوارد علی القلب  
والنفس اذا سرقت السمع عند ظهور الوارد علی القلب ظهرت  
بصفتها فیکون من ذلک کلمات مؤذنة بالعجب کقول بعضهم من  
تحت خضراء السماء مثلی وقال بعضهم قدمی علی رقبة جمیع  
الاولیاء (۲۶)

شرح عوارف میں لکھا ہے:

ولا یخفی علیک ان غرض الشیخ قدس سره ان مثل هذه الاقوال قد  
یلوح للمرید فیظہر منه مثل هذه الاقوال ایضاً من غلبة السكر لان  
کل من صدر عنه مثل هذا فهو مقید بصفات النفس کیف وقد قال  
غوث الثقلین الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مثل هذا وهو  
وارد من اللہ تعالیٰ قالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بامر اللہ تعالیٰ۔ (۲۷)

پوشیدہ نہ رہے کہ اس عبارت سے شیخ کا مقصود یہ ہے کہ اس قسم کے اقوال کبھی  
ظاہر ہوتے ہیں مرید پر تو مثل ان اقوال کے مرید سے بھی اقوال صادر ہو جاتے  
ہیں غلبہ سکر سے، نہ یہ کہ ہر وہ شخص کہ جس سے صادر ہو مثل اس قول کے پس  
وہ بصفات نفس مقید ہے، کیوں کر ہو سکتا ہے یہ حالانکہ تحقیق فرمایا ہے غوث

الثقلین جناب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثل اسی قول کے اور وہ وارد ہے من جانب اللہ کہا ہے اُس کو حضور رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق۔

الراقم المحب محمد احمد عبدالرسول قادری عفی عنہ

**تصدیقات علماء مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف**

(۱) الجواب صحیح و صواب و المجیب مصیب و مثاب

کتبہ مطبع الرسول عبدالمتقندر القادری عفی عنہ

(۲) المجیب مصیب

حررہ احقر العبد فضل المجید القادری عفی عنہ

(۳) اصواب من اجاب

عبدالقیوم القادری عفی عنہ

(۴) هذا الجواب صحیح بلا ارباب

حافظ بخش عفی عنہ



## مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی

سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی	۱	احقاق حق	۱
سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی	۲	مقیدۂ شفاعت	۲
سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی	۳	اختلافی مسائل پر تاریخی فتویٰ	۳
سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی	۴	اکمال فی بحث شد الرحال	۴
سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی	۵	فصل الخطاب	۵
سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی	۶	حرز معظم	۶
سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی	۷	مولود منظوم مع انتخاب نعت و مناتب	۷
علامہ محب احمد قادری بدایونی	۸	عظمت غوث اعظم	۸
تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی	۹	سنت و صانعہ	۹
تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی	۱۰	الکلام السدید	۱۰
تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی	۱۱	رد و وافض	۱۱
مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی	۱۲	تذکرۂ فضل رسول	۱۲
مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی	۱۳	مردے سنتے ہیں	۱۳
مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی	۱۴	مضامین شہید	۱۴
مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی	۱۵	ملت اسلامیہ کا ماضی حال مستقبل	۱۵
مولانا عبدالماجد قادری بدایونی	۱۶	عرس کی شرعی حیثیت	۱۶
مولانا عبدالماجد قادری بدایونی	۱۷	فلاح دارین	۱۷
عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی	۱۸	خطبات صدارت	۱۸
عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی	۱۹	مثنوی غوثیہ	۱۹
مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی	۲۰	عقائد اہل سنت	۲۰
مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی	۲۱	دعوت عمل	۲۱
علامہ محب احمد قادری بدایونی	۲۲	نگارشات محب احمد	۲۲
مولانا اسید الحق قادری	۲۳	تحقیق و تہفیم	۲۳

مفتی حبیب الرحمن قادری بدایونی	۲۴ شرح الصدور
مفتی حبیب الرحمن قادری بدایونی	۲۵ الدرر السنیة ترجمہ از:
مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی	۲۶ احکام قبور
مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی	۲۷ ریاض القرات
مولانا عبد الرحیم قادری بدایونی	۲۸ تذکار محبوب (تذکرہ عاشق الرسول)
مولانا محمد عبد الہادی القادری بدایونی	۲۹ مختصر سیرت خیر البشر
مولانا محمد عبد الہادی القادری بدایونی	۳۰ احوال و مقامات
مولانا محمد عبد الہادی القادری بدایونی	۳۱ خمیازہ حیات
مولانا محمد عبد الہادی القادری بدایونی	۳۲ باقیات باہی
حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری بدایونی	۳۳ مدینے میں (مجموعہ کلام)
مولانا اسید الحق قادری	۳۴ مفتی لطف بدایونی
پروفیسر محمد ایوب قادری	۳۵ مولانا فیض احمد بدایونی
مولانا اسید الحق قادری	۳۶ قرآن کریم کی سائنسی تفسیر
	(ایک تحقیقی مطالعہ)
مولانا اسید الحق قادری	۳۷ ہدایت افتراق امت تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں
مولانا اسید الحق قادری	۳۸ احادیث قدسیہ
مولانا اسید الحق قادری	۳۹ تذکرہ ماجد
سیدنا شاہ فضل رسول قادری	۴۰ عقیدہ شفاعت (ہندی)
مولانا عبد الماجد قادری بدایونی	۴۱ فلاح دارین (ہندی)
مولانا عبدالحامد قادری بدایونی	۴۲ دعوتِ عمل (ہندی)
مولانا عبدالحامد قادری بدایونی	۴۳ عقائد اہل سنت (ہندی)
حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری بدایونی	۴۴ معراجِ تغیل (ہندی)
مولانا عبدالحامد قادری بدایونی	۴۵ دعوتِ عمل (مرآئی)
محمد تنویر خان قادری بدایونی	۴۶ پیغمبرِ اسلام کامہان و یکتو (ہندی)
مولانا اسید الحق قادری	۴۷ احادیث قدسیہ (ہندی)
سیدنا شاہ فضل رسول قادری	۴۸ عقیدہ شفاعت (گجراتی)